118362-ازدواجی زندگی کے متعلق شرعی احکام پر بیوی کے بہت زیادہ اعتراضات

سوال

برائے مہربانی اس عورت کے شبہات کا رد کریں ایک ویب سائٹ مجلس میں یہ عورت اعتراض کرتے ہوئے کہتی ہے :

خاوند کی فضیلت اور اس کے حقوق کے متعلق بہت ساری احادیث پائی جاتی ہیں جن میں کچھ مفہوم بیان کرتی ہوں :

خاوند بیوی کو مباشرت کے لیے بلائے اور بیوی انکار کر دے تو فرشتے عورت پر لعنت کرتے ہیں.

اگر کسی شخص کو کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا تو عورت کو کہا جاتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے، آپ دیکھیں یہ خاوند کوئی بھی ہو اور چاہے اپنے مزاج کے مطابق بیوی سے سلوک کرے یا حسن معاشرت کرتا ہو.

جو عورت پانچ نمازیں ادا کرتی اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اور خاوند کی اطاعت کرے تو وہ جنت میں داخل ہوگی.

اگر عورت فوت ہو اور اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو عورت جنت میں جائیگی.
مرد چاہے دو یا تین یا چار شادیاں کر سکتا ہے؛ کیونکہ یہ زنا سے افضل ہے، لیکن اس عورت کے بارہ میں کیا ہے جسے اس کا خاوند چھوڑ دے ؟! وہ عورت اس سے خلع طلب کرنے کے لیے خاوند کو مال ادا کرے، اور بعد میں تکلیف و مصیبت بھی اٹھائے!

آدمی بیوی کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں دیتا اور سفر پر چلا گیا عورت کا والد بیمار ہوا تو اس نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تو آپ نے فرمایا خاوند کی اطاعت کرو، اس کا والد فوت ہو گیا لیکن وہ اسے دیکھ بھی نہ سکی!

طلاق کی صورت میں عورت بچے کی تربیت کرتی اور رات بیدار رہتی اور مشکل سے مشکل مراحل سے گزرتی، اور پھر جب بچہ خود کھانے پینے کے قابل ہو تو والد آ کر لے جائے!

اگر ان احادیث کو بیان کرنے میں مجھے کوئی غلطی لگی ہو تو آپ اس کی تصحیح کر دیں، مجھے نصا احادیث یاد نہیں ہیں، لیکن عورت اور اس کے حقوق کے بارہ میں کیا ہے اسے کہا جاتا ہے حقوق حاصل کرنے کے لیے عدالت میں جانا پڑتا ہے، ہم ایسے مردانہ معاشرہ میں رہتے ہیں جہاں مرد کو ہی تقویت دی جاتی ہے چاہے وہ ظلم بھی کرے یا غلط بھی ہو لیکن عورت کو صبر و تحمل کرنے کی تلقین کے ساتھ اپنے کچھ حقوق سے بھی دستبردار ہو جائے تا کہ خاوند راضی ہو اور گھر کا شیرازہ نہ بکھرے، کیونکہ طلاق کے بعد تو اسے اور بھی زیادہ مشکلات پیدا ہونگی، اس کے لیے دوسری شادی کرنا اور بچوں کو پالنا مشکل ہوتا ہے.

مجھے بھی اسی طرح کی مشکلات کا سامنا ہے، شادی کے صرف دو ماہ بعد مجھے خاوند نے صرف اس بنا پر چھوڑ دیا کہ میں خاوند کی ایک قریبی رشتہ دار کے ہاں نہیں گئی تھی، مجھے اس نے تین ماہ

تک میکے میں چھوڑے رکھا اور کوئی خبر بھی نہ لی حالانکہ میں حاملہ تھی، اب وہ کسی دوسرے ملک میں چھٹیاں گزار رہا ہے اور مجھے معلق چھوڑ رکھا ہے مجھے حمل کی مشکلات کے ساتھ ذہنی پریشانی بھی اٹھانا پڑ رہی ہے، کیا میں طلاق طلب کر لوں یا نہ، اور بچے کا کیا ہوگا؟ کیا وہ اسے لے جائیگا یا میں اس کے لیے چھوڑ دوں؟ کیا میں اس سے ایسے گناہ کی معافی مانگوں جس کا میں نے ارتکاب بھی نہیں کیا؟

وہ میرے ساتھ حسن سلوک نہیں کرتا پہلی رات سے ہی مجھ پر سختی کر رہا ہے اور مجھے سبب کا بھی علم نہیں، اس کی والدہ کا اس پر بہت اثر ہے، مجھے بتائیں میں کیا کروں کیا دین میں کوئی ایسی جانب ہے جہاں مرد و عورت کے مابین مساوات قائم کی گئی ہیں جس کا مجھے علم نہیں؟

پسندیدہ جواب

اول :

یہ بات تو واضح ہے کہ جس عورت نے یہ لکھا ہے اسے اپنے خاوند کی جانب سے برے سلوک کی بنا پر بہت زیادہ نفسیاتی دباؤ کا سامنا کرنا پڑا ہے، لیکن اس عورت نے اپنے خاوند کے ساتھ حسن تصرف سے کام نہیں لیا، اور شکایت کرتے وقت بھی اچھی بات نہیں کہہ سکی، جس کی بنا پر خاوند کے بارہ میں شکایت سے بڑھ کر دین کے بارہ میں شکایت تک جا پہنچی ہے!

ہمیں معلوم نہیں کہ اس عورت نے کونسا نظام اور کونسا دین دیکھا ہے جو عورت کو وہ مقام اور مرتبہ دیتا ہے جو دین اسلام نہیں دیتا! بہر حال یہ کلام تو اکثر طور کہی جاتی ہے لیکن یہ باطل ہے عقل و دانش رکھنے والے اور خاص کر عقلمند عورتیں اسے باطل قرار دیتی ہیں، کیونکہ عورت جانتی ہے کہ وہ گھر میں ملکہ ہوتی ہے، اور وہ ایک ایسا موتی اور جوہر ہے جو چھپا ہوا اور محفوظ ہے۔

اور پھر اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند کو اپنی بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم دیا، اور بیوی کا نان و نفقہ اور سارے اخراجات خاوند کے ذمہ لگائے ہیں، اس لیے نہیں کہ وہ اس کی ملکیتی چیز ہے، اور نہ ہی اس لیے کہ وہ ایک تجارتی سامان ہے جو خریدا جائے یا فروخت کیا جائے۔

بلکہ صرف اس لیے کہ وہ عورت تو اس کی شریک حیات ہے اور ایک مسلمان گھر تیار کرنے میں اس کی شریک شمار ہوتی ہے، اور اس لیے بھی کہ وہ گھر میں عظیم کام سر انجام دیتی ہے، چنانچہ بچوں کی تربیت اور گھر کی حفاظت اور خاوند کے مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہوتی ہے، اس کے ساتھ خاوند کو حرام نظر سے بچا کر عفت و عصمت دیتی ہے، اور ہر قسم کی فحاشی سے بچاتی ہے، اسی لیے اللہ تعالی کی کتاب قرآن مجید میں عورتوں

کے بارہ میں وصیت وارد ہے، اور سنت نبویہ میں بھی اور یہ وہ وصیت ہے جو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی امت کو آخری وصیت تھی.

دین اسلام میں عورت کی عزت و تکریم اور دور جاہلیت میں عورت کی
تذلیل کی تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (

21010

) اور اسی طرح سوال نمبر (

70042

) کے جوابات کا مطالعہ ضرور کریں.

ہم اس کا انکار نہیں کرتے کہ ایک مسلمان خاوند کی جانب سے غلطی ہو
سکتی ہے اور اس سے جرائم بھی سرزد ہوسکتے ہیں، لیکن یہاں دو چیزوں کی تنبیہ کرنا
چاہتے ہیں :

اول :

تم اپنے خاوندوں کی غلطیوں کو شریعت مطہرہ کی طرف منسوب مت کرو،
کیونکہ ظلم کرنے والے خاوند کو اللہ رب العالمین کی جانب سے بہت شدید وعید سنائی
گئی ہے اللہ سبحانہ و تعالی نے خاوند کے لیے بیوی پر ظلم و ستم کرنا مباح نہیں کیا،
بلکہ اللہ تعالی نے تو بیوی کے ساتھ حسن معاشرت کا حکم دیا ہے، اور اگر یہ شادی
موافق نہ ہو اور دونوں کا آپس میں رہنا مشکل اور محال ہو تو پھر اللہ نے خاوند کو
حکم دیا ہے کہ وہ بیوی کو احسن انداز کے ساتھ چھوڑ دے، اور اسے اس کے مکمل حقوق ادا
کرے.

دوم :

مسلمان عورت کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ بیویوں کی جانب سے بھی اپنے
خاوندوں کے حقوق میں کوتاہی کا ارتکاب ہوتا ہے، کوئی گھر میں اپنے خاوند کا خیال
نہیں کرتی، تو کوئی خاوند کے حقوق میں کوتاہی کی مرتکب ہو رہی ہے، اور کوئی بہت
زیادہ عناد والی ہے، اور کسی کی ماں اسے کنٹرول کر رہی ہے، اور کوئی اپنے خاوند کو
ملازم بنا کر رکھنا چاہتی ہے، وہ اسے ایسا خاوند نہیں دیکھنا چاہتی جو گھر اور
اولاد کا ذمہ دار ہو.

بہت سارے ایسے گھر ہیں جنہیں بیوی نے اپنے برے اخلاق اور خاوند کے
ساتھ سوء معاشرت کی بنا پر تباہ کر کے رکھ دیا، نہ تو وہ کسی مالی مشکل کا خیال
کرتی ہے، اور نہ ہی کسی دوسری مشکل کو سمجھتی ہے، اور اس کے لیے امتوں میں مہنگائی
کی لہر کی کوئی وقعت نہیں، اور نہ ہی اسے خاوند کا اکثر وقت ڈیوٹی پر رہنا پریشان
کرتا ہے کہ وہ روٹی کما سکے.

اسے تو صرف بلافائدہ اشیاء کی خریداری اور سیر و سیاحت وغیرہ کی ہی
پریشانی رہتی ہے وہ کیوں نہیں خریدی جا سکیں، اور اس کے ساتھ ساتھ اجنبی مردوں کے
ساتھ موبائل میسج اور انٹرنیٹ کے ذریعہ چیٹ کر کے خاوند کو دھوکہ دیتی پھرتی ہے، اس
کے علاوہ اور بہت ساری خبریں بھی ہمیں ملتی رہتی ہیں، اور اس کے حال کا بھی علم ہے،
لیکن اس کے باوجود ہم غلطی کو کسی دوسرے کی طرف منسوبہیں کرتے بلکہ غلطی اسی کی
طرف منسوب ہوگی جس نے غلطی کا ارتکاب کیا ہو، اور اس غلطی کو شریعت مطہرہ کی طرف
منسوب نہیں کریں گے جو فضائل لائی ہے، اور اپنے متبعین کو حسن سلوک اور احسان
سکھاتی ہے.

دوم :

کاتبہ نے جو کچھ لکھا ہے وہ اس کی جہالت کی دلیل ہے اور جس نے ان
احادیث سے عورت پر ظلم اور خاوند کی اس سے تقدیس کی رائے پر استدلال کیا ہے اس کی
جہالت کی بھی دلیل ہے، ان احادیث میں سے کچھ تو ضعیف ہیں، اور کچھ بہت زیادہ ضعف کی
حامل ہے، اور کچھ احادیث صحیح ہیں.

پہلی حدیث :

ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا :

"جس عورت بھی اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس پر راضی تھا
تو وہ جنت میں داخل ہوگی"

سنن ترمذی حدیث نمبر (
1161
) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (

1854

).

یہ حدیث ضعیف ہے صحیح نہیں.

اامام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں : مساور الحمیری اپنی ماں سے بیان
کرتے ہیں وہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے بیان کرتی ہے.

اس میں جہالت پائی جاتی ہے ، اور یہ خبر منکر ہے.

دیکھیں : میزان الاعتدال (

95/4

).

ب اور ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں : مساور مجھول راوی ہے ، اور اس
کی ماں بھی مجھولہ ہے.

دیکھیں : العلل المتناہیۃ (

630/2

).

ج علامہ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں :

" یہ منکر ہے "

دیکھیں : السلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ حدیث نمبر (

1426

).

دوسری حدیث :

انس رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کی بیوی کا والد
بیمار ہوگیا تو وہ عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی :

" اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا والد مریض ہے اور
میرا خاوند مجھے اپنے والد کی تیمارداری کی اجازت نہیں دیتا ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے خاوند کی اطاعت
کرو، چنانچہ اس عورت کا والد فوت ہوگیا بیوی نے اپنے خاوند سے اس کی نماز جنازہ
میں جانے کی اجازت مانگی تو خاوند نے نماز جنازہ میں بھی جانے کی اجازت نہ دی،
چنانچہ اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے خاوند کی اطاعت کرو، اس نے اپنے خاوند کی اطاعت کی
اور والد کی نماز جنازہ بھی نہ پڑھی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے
فرمایا:

"اللہ تعالی نے تیری اپنے خاوند کی اطاعت کی بنا پر تیرے والد کو
بخش دیا ہے"

اسے طبرانی الاوسط (
332/7
) میں روایت کیا گیا ہے، یہ حدیث بھی ضعیف جدا یعنی بہت زیادہ ضعیف یا پھر موضوع
ہے!.

شیخ البانی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اسے امام طبرانی نے الاوسط (
2/169/1
) میں عصمۃ بن متوکل نے زافر عن سلیمان عن ثابت البنانی عن انس بن مالک رضی اللہ
تعالی عنہ سے روایت کیا ہے، اور وہ کہتے ہیں زافر سے صرف عصمۃ نے ہی روایت کیا ہے
اس کے علاوہ کسی نے نہیں.

میں (علامہ البانی) کہتا ہوں: یہ ضعیف ہے، العقیلی نے الضعفاء (
325
) میں اسے قلیل الضبط للحدیث اور وہم کا شکار قرار دیتے ہوئے یہم وھما کہا ہے، اور
ابو عبد اللہ یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں "لا اعرفہ" میں اسے نہیں جانتا.

پھر اس کی وہ حدیث بیان کی ہے جس کے متن میں اس نے غلطی کی ہے.

اور امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: "یہ شعبہ پر جھوٹ ہے".

اور اس کا استاد اور شیخ "زافر" ابن سلیمان القھستانی ہے، یہ بھی
ضعیف ہے، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ "التقریب التھذیب" میں کہتے ہیں : "صدوق کثیر
الاوھام"

ھیثمی رحمہ اللہ "المجمع (
313/4
) میں کہتے ہیں :

"اسے طبرانی نے الاوسط میں روایت کیا ہے اس کی سند میں عصمۃ بن
متوکل ہے جو کہ ضعیف ہے"

دیکھیں : ارواء الغلیل (
77-76/7
).

سوم :

یہ قول :

"جس عورت کو اس کا خاوند ہم بستری کی دعوت دے اور وہ اس سے انکار
کر دے تو صبح تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں"

جی ہاں یہ واقعی ایسے ہی ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا :

"جب مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر پر (ہم بستری کے لیے) بلائے اور
وہ انکار کر دے اور خاوند اس پر رات ناراضگی کی حالت میں بسر کرے تو صبح تک فرشتے
اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں"

صحیح بخاری حدیث نمبر (
3065
) صحیح مسلم حدیث نمبر (

1736

).

اور یہ ممکن ہی نہیں کہ فرشتے اللہ تعالی کے حکم بغیر کوئی عمل
کریں، کیونکہ فرشتے اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے، اور فرشتے کوئی حرام عمل
نہیں کرتے، اور نہ ہی برائی کا ارتکاب کرتے ہیں.

اور پھر جس عورت کو اس کا خاوند ہم بستری کے لیے بلائے اور وہ انکار
کر دے تو ایسی عورت لعنت کی مستحق ٹھرتی ہے؛ کیونکہ اس نے اپنے پروردگار اللہ
سبحانہ وتعالی کے حکم کی مخالفت کی ہے، اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے خاوند کی بات
نہیں مانی، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق
کے بعد عورت پر اپنے خاوند کا عظیم حق ہے.

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" اللہ سبحانہ وتعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حق کے
بعد عورت پر اپنے خاوند کا واجب ہے حتی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں تک
فرمایا ہے:

" اگر میں کسی شخص کو کسی دوسرے کے لیے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا
تو خاوند کے عظیم حق کی بنا پر بیوی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کے سامنے سجدہ
کیا کرے "

دیکھیں: مجموع الفتاوی (
275/32
).

اوپر کی سطور میں ہم جو بیان کر چکے ہیں وہ مطلقا ایسا نہیں بلکہ
شریعت اسلامیہ میں عورت کے لیے جماع اور ہم بستری سے انکار کرنے کا حق اس صورت میں
ہے کہ بیوی بیمار ہو اور ہم بستری اس کے لیے مشقت کا باعث ہو، یا پھر حیض یا نفاس
کی حالت میں ہو یا فرضی روزہ رکھا ہوا ہو تو وہ انکار کر سکتی ہے.

لیکن اس صورت میں بھی اسے اپنے خاوند کو استمتاع سے منع کرنے کا حق
نہیں، لیکن خاوند اس حالت میں بیوی سے دخول نہیں کریگا، بلکہ صرف استمتاع اور لطف

اندوزی کی حد تک رہے گا، کیونکہ حیض اور نفاس کی حالت میں جماع حرام ہے، لیکن اس کے علاوہ اگر بیوی معذور ہے تو اسے خاوند کو جماع سے روکنے کا حق نہیں، اگرچہ بیوی جماع کی رغبت نہ بھی رکھتی ہو تو بھی اسے خاوند کی حاجت پوری کرنا ہوگی، تاکہ وہ اپنی شہوت پوری کر سکے.

یہ بالکل اس زمین کی طرح ہے جو اپنے اندر بیج بونے سے کسی کو منع نہیں کر سکتی، اور اللہ رب العالمین نے بھی یہی تشبیہ دیتے ہوئے فرمایا ہے :

{.
تمہاری عورتیں تمہاری کھیتیاں ہیں، تو تم اپنی کھیتی میں جہاں سے چاہو آؤ
.}البقرۃ
(
223
.)

لیکن اس صورت میں معاملہ مختلف ہوگا کہ بیوی اپنے خاوند کو ہم بستری کی دعوت دے؛ کیونکہ بیوی اپنی شہوت تو اسی صورت میں پوری کر سکتی ہے جب خاوند کو ہوگی اور اگر خاوند کو شہوت نہیں تو بیوی بھی اپنی شہوت پوری نہیں کر سکتی، یہ کسی پر بھی مخفی نہیں، اور نہ ہی یہ چیز تفصیل کی محتاج ہے، لیکن خاوند کے لیے جائز نہیں کہ وہ بیوی کو ضرر و نقصان دینے کے لیے اس کی شہوت پوری نہ کرے.

ان مسائل کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (
33597
) اور (
9602
) اور (
5971
) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

چہارم :

اگر اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کو سجدہ کرنے کا حکم دیا جاتا تو عورت کو حکم دیا جاتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے چاہے یہ خاوند کیسا ہی ہو وہ اس سے

حسن معاشرت کرنے والا ہو یا سوء معاشرت اور اپنے مزاج کے مطابق سلوک کرے !!.

قیس بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا :

"اگر میں کسی شخص کو کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو
عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کیا کریں کیونکہ اللہ تعالی نے
انہیں عورتوں پر بہت حق دیا ہے"

سنن ابوداود حدیث نمبر (
2140
) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابوداود میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

یہ سجدہ تعظیمی نہیں ہے کیونکہ سجدہ تعظیمی تو اللہ سبحانہ وتعالی
کے لیے ہے کسی اور کے لیے جائز نہیں، اس سجدہ سے مراد اور مقصود ملاقات کے وقت سجدہ
سلام اور ملاقات ہے، لیکن اس میں عجمی لوگوں کے ساتھ مشابہت پائی جاتی تھی کہ عجمی
اپنے بادشاہوں کو سجدہ کیا کرتے تھے اس لیے ہمارے پروردگار نے ہمارے لیے مشروع نہیں
کیا.

یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ خاوند کو اپنی بیوی پر بہت زیادہ عظیم
حق حاصل ہے، جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ نے حدیث کے آخر میں فرمایا ے، لیکن اس کا
معنی یہ نہیں کہ عورت کے حقوق سلب کر لیے گئے ہیں، اور خاوند اپنی بیوی کے واجبات
اور حقوق کی ادائیگی ضرور کریگا اس میں کوئی نزاع نہیں، عقل و دانش مند خواتین کو
خوب علم ہے کہ شادی میں کیا عظیم نعمت پائی جاتی ہے، اور انہیں بخوبی علم ہے کہ ان
کی زندگی میں خاوند کے وجود کا کیا اثر ہے، اور عورت دوسری یا تیسری یا چوتھی بیوی
بننا اسی لیے قبول کرتی ہے کہ اسے خاوند کی نیکیوں اور اچھائیوں کا علم ہوتا ہے اور
اپنی زندگی میں ایک خاوند کی کیا اہمیت ہے وہ اس سے بخوبی واقف ہوتی ہے تبھی وہ
دوسری یا تیسری بیوی بننا قبول کرتی ہے.

تو یہاں اسی لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاوند کے عظیم حق
کی خبر دی تا کہ بیوی اپنے اوپر واجبات کی ادائیگی بخوبی سے کر سکے، اور اس کے
مقابلہ میں خاوند کے لیے بھی جائز نہیں کہ وہ اللہ سبحانہ وتعالی کی جانب سے اپنے
اوپر بیوی کے واجب کردہ حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی کا مرتکب ہو، جو کوئی بھی گمراہ

ہو اس کا وبال تو اس کی اپنی جان پر ہی ہے، اس لیے بیوی کو اللہ کی جانب سے واجب کردہ حقوق کی ادائیگی کرنی چاہیے اور جو حقوق خاوند پر بیوی کے واجب ہیں ان کا بہتر طریقہ سے مطالبہ کرنا چاہیے.

مزید آپ سوال نمبر (
43252
) کے جواب کا مطالعہ کریں، اس میں خاوند کی فضیلت کے اسباب بیان کیے گئے ہیں اور بیان ہوا ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے نگرانی اور حکمرانی مرد کے ہاتھ میں رکھی ہے.

اور سوال نمبر (
43123
) کے جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت والدین کی اطاعت پر مقدم ہوگی.

اور سوال نمبر (
10680
) کے جواب میں خاوند اور بیوی کے حقوق کا تفصیلی بیان ہوا ہے آپ اس کا ضرور مطالعہ کریں.

پنجم :

اس کا یہ کہنا :

"مرد کے لیے دو یا تین یا چار بیویاں کرنا جائز ہیں؛ کیونکہ یہ زنا سے بہتر ہے، لیکن اس عورت کے متعلق کیا ہے جسے اس کا خاوند ویسے ہی چھوڑ دے ؟! وہ مال دے کر خلع حاصل کر کے اپنی جان چھڑائے اور پھر اس کے بعد مشکلات کا شکار رہے !
"

خلع اللہ سبحانہ وتعالی نے مشروع کیا ہے اور اس کی مشروعیت میں عظیم حکمت پائی جاتی ہے، کیونکہ بعض اوقات عورت اپنے یا خاوند کی جانب سے کسی سبب کے باعث خاوند کے ساتھ زندگی بسر نہیں کر سکتی، اور عورت کے اندر جو تبدیلی آئی ہے بعض اوقات خاوند کا کوئی قصور اور گناہ نہیں ہوتا، اور خاوند اسے مہر ادا کر چکا

ہوتا ہے اس لیے خاوند کو اپنا وہ مہر واپس لینے کا حق حاصل ہے اگر وہ مہر کا مطالبہ کرتا ہے تو اور بیوی اپنے خاوند کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو علماء کرام نے اسے طلاق دینا قبول کرنا واجب کیا ہے کہ وہ اس صورت میں اسے طلاق دے، اور بعض علماء نے مستحب قرار دیا ہے، لیکن یہ یاد رہے بیوی کے لیے بغیر کسی شرعی سبب کے خلع طلب کرنا حلال نہیں، اگر وہ بغیر کسی شرعی سبب کے خلع طلب کرتی ہے تو اسے شدید وعید کا سامنا کرنا ہوگا.

اور بعض حالات میں شرعی قاضی کی جانب سے عورت کو طلاق دینے پر مجبور کیا جاتا ہے، مثلا خاوند اپنی بیوی کو زدکوب کرتا اور اس سے برے سلوک کا مرتکب ہوتا ہے یا سب وشتم کرتا ہو اور اپنی اصلاح نہ کرنا چاہے یا اس طرح کے اور حالات کی بنا پر قاضی طلاق دینے کا کہے.

اسی طرح اگر اس حالت میں خاوند طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو قاضی کو طلاق دینے کا حق ہوگا، یا پھر اگر خاوند غائب ہے اور بیوی کو خاوند غائب ہونے کا نقصان اور ضرر رہے تو اس صورت میں بھی قاضی طلاق دینے کا حق رکھتا ہے، اور اس میں بیوی کو پورے حقوق دیے جائیں گے.

ان حالات کی تفصیل اور احکام معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (

34579

) اور (

5288

) اور (

9021

) اور (

12179

) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

خاوند کے لیے بیوی کو تنگ کرنا حلال نہیں کہ وہ اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جائے یا سارے حقوق ہی چھوڑ دے اس کی تفصیل آپ کو سوال نمبر (

42532

) میں ملیں گی.

خلع کے احکام معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (

1859

)اور(

26247

)اور(

34579

) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

شیم :

اس عورت کا یہ کہنا کہ :

"طلاق ہونے کی حالت میں عورت بچے کی تربیت کرے اور شب بیداری کرتے ہوئے بہت سارے مشکل مراحل برداشت کرے اور بعد میں جب بچہ کھانے پینے اور چلنے اور خودصفائی کرنے کے قابل ہو تو باپ آکر اسے لے جائے !".

یہ مطلقا صحیح نہیں، بلکہ اس کے لیے درج ذیل امور کا علم ہونا چاہیے :

اچھوٹے اور دودھ پیتے بچے کی پرورش ماں کا حق ہے اور یہ دین اسلام کے محاسن میں شامل ہوتا ہے؛ کیونکہ اس عمر میں بچہ ماں کی رحمدلی اور شفقت کا محتاج ہوتا ہے! تو کیا اس حکم میں کوئی ایسی چیز ہے جس کی بنا پر دین اسلام پر عیب جوئی کی جائے ؟!

پھر یہ بھی علم ہونا چاہیے کہ یہ چیز مطلقا نہیں بلکہ یہ صرف اس وقت تک ہے جب تک وہ کہیں اور نکاح نہیں کرتی اور اگر وہ کسی دوسرے خاوند سے نکاح کر لیتی ہے تو پرورش کا حق بچے کی ماں سے کسی دوسرے کو منتقل ہو جائیگا، اس کی تفصیل اہل علم کی کتب میں دیکھی جا سکتی ہیں.

ب پھر یہ ہے کہ جب بچہ اپنی صفائی ستھرائی کرنے اور کھانے پینے کے قابل ہو جائے تو باپ آکر بچہ ویسے ہی نہیں لے جائیگا، بلکہ بچے کو ماں اور باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہنے کا اختیار دیا جائیگا، لیکن لڑکی کو اختیار نہیں دیا جائیگا؛ کیونکہ بچی کا والد اس کو اپنے پاس رکھنے کا زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ لڑکی

کو ولی اور دیکھ بھال کی ضرورت ہے اور عورت کی بجائے اس میں مرد زیادہ اولی ہے اور زیادہ طاقت رکھتا ہے.

یہ بھی علم میں رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے جب ماں اور باپ دونوں کا دین اور عادل ہونا برابر ہو، اور اگر ماں یا باپ میں سے کوئی ایک فاسق ہو اور اس کا فاسق ہونا ثابت ہو جائے یا پھر بچے کو برائی کی طرف لے جاتا ہو اور اسے شر و برائی سکھائے تو اسے پرورش کا حق نہیں دیا جائیگا، جب بچہ تمیز کی عمر کو پہنچے تو اسے اختیار بھی نہیں دیا جائیگا، اور اسی طرح اگر والد برائی اور شر کا مالک ہو تو لڑکی اس کے سپرد نہیں کی جائیگی.

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ہمارے استاد و شیخ کا کہنا ہے : اور جب ماں اور باپ میں سے کسی ایک نے بھی اللہ کی جانب سے واجب کردہ امور اور بچے کو تعلیم دینا ترک کر دیا تو وہ نافرمان اور گنہگار ہوگا، اس صورت میں اسے بچے کی ولایت حاصل نہیں ہوگی بلکہ جو کوئی بھی ولی ہونے میں واجب کی ادائیگی نہ کرے اسے اس بچے پر ولایت حاصل نہیں ہوگی.

اس صورت میں یا تو وہ اپنا ہاتھ اس کی ولایت سے اٹھا لے گا اٹھا لے گا، اور جو واجب ادا کرے گا وہ اس کا ولی بن جائیگا، یا پھر اس بچے کو ان کے ساتھ ملا دیا جائیگا جو واجبات کی ادائیگی کرتا ہو، مقصد یہ ہے ک اللہ سبحانہ و تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کرنا ہوگی.

ہمارے استاد کا قول ہے : یہ وراثت کی طرح حق نہیں ہے کہ جو رشتہ داری اور نکاح اور ولاء کی بنا پر حاصل ہو جائے چاہے وارث فاسق ہو یا نیک و صالح ہو وہ وراثت کا حقدار ہوتا ہے، بلکہ یہ تو ولایت میں شامل ہوتا ہے جس میں واجبات کی ادائیگی پر قدرت اور ان واجبات کا حسب امکان علم ہونا ضروری ہے.

استاد صاحب کہتے ہیں : اگر بالفرض باپ نے ایسی عورت سے شادی کر لی جو اس کی بیٹی کی مصلحت کا خیال نہیں کرتی اور اس کی دیکھ بھال نہیں کرتی اور وہ بچی کی ماں اس کی مصلحت کی زیادہ دیکھ بھال کرتی ہو تو سوکن کی بجائے بچی کی ماں کو پرورش کا حق دیا جائیگا.

ان کا کہنا ہے : یہ معلوم ہونا ضروری ہے، کہ شارع سے کوئی ایسی عام
نص نہیں ملتی جس میں ماں اور باپ کو حق پرورش میں مطلقا مقدم کیا گیا ہو، اور اسی
طرح بچے کو بھی والدین میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کی مطلقا نص نہیں ملتی، لیکن
علماء کرام اس پر متفق ہیں کہ مطلق طور پر ان میں سے کسی ایک کو متعین نہیں کیا
جائیگا، بلکہ عدل و انصاف اور محسن کے مقابلہ میں کوتاہی کرنے والے اور دشمنی رکھنے
والے کو مقدم نہیں کیا جائیگا" واللہ تعالی اعلم.

دیکھیں : زاد المعاد (
476–475/5
).

ہفتم :

اس عورت کا یہ کہنا کہ :

"گرمجوشی کے تعلقات کے وقت مرد کو انزال کر کے استمتاع کا حق حاصل
ہے، لیکن عورت اس وقت تک استمتاع نہیں کر سکتی جب تک اس کا خاوند اس سے استمتاع نہ
کرے اور لطف اندوز نہ ہو، جب خاوند صرف اپنی خواہش پوری کرنے کا ارادہ رکھتا ہو
بیوی کیا کرے ؟!!

ایسا کرنا خاوند کی غلطی ہے، علماء کرام نے خاوندوں کو بار ہا متنبہ
کیا ہے کہ وہ اس امر کی ضرورت پر متنبہ رہیں، اور بیوی کو بھی جماع کا حق استمتاع
حاصل ہے، بالکل جس طرح خاوند کو جماع سے حق استمتاع ہے بیوی کو بھی ویسے ہی حق حاصل
ہوتا ہے، اور اگر خاوند بیوی کے انزال کے بعد خاوند انزال کرے تو یہ بہتر ہے، اور
اگر بیوی سے پہلے انزال کر دے تو وہ بیوی کے ساتھ اس وقت تک باقی رہے جب تک بیوی
اپنی حاجت پوری نہ کر لے، اگر کوئی شخص اس کی مخالفت کرتا ہے تو یہ اس کی غلطی ہے،
اور یہ اس کا سلوک ہے جو وہ اسے صرف اپنی ذات کے لیے پسند کرنے پر ابھار رہا ہے
لیکن شریعت اسلامیہ اس جیسے فعل سے بالکل بری ہے.

شیخ محمد العبدری ابن الحاج رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"خاوند کو چاہیے کہ جب وہ اپنی حاجت پوری کر لے تو بیوی کے پاس سے
اٹھنے میں جلدی مت کرے؛ کیونکہ اس سے بیوی کو پریشانی ہوگی، بلکہ خاوند کو اس وقت

تک اس کے ساتھ ہی رہنا چاہیے جب تک بیوی اپنی حاجت پوری نہ کرلے.

مقصد یہ کہ بیوی کی خواہش اور حاجت کا بھی خیال کرنا چاہیے؛ کیونکہ
نبی کریم صلی اللہ نے عورتوں کے بارہ میں بہت زیادہ وصیت فرمائی ہے، اور ان کے ساتھ
احسان کرنے کی ترغیب دلائی ہے، اور یہ وقت اور مقام ایسا ہے کہ خاوند کے علاوہ بیوی
کے ساتھ کوئی دوسرا احسان نہیں کر سکتا، اس لیے وہ اس حالت میں بھی بیوی کے ساتھ
حسن سلوک کرنے کی کوشش کرے، اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ آدمی کی غلطیاں
معاف فرمائے"

دیکھیں: الدخل (
188/2
).

بلکہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ نے حنابلہ کے خلاف اس فعل کو حرام
کہنا راجح قرار دیا ہے، حالانکہ حنابلہ اسے مکروہ کہتے ہیں.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں:

قولہ: " بیوی کے فارغ ہونے سے قبل ہی اخراج "یعنی مکروہ ہے، خاوند
کے لیے بیوی کے فارغ ہونے سے قبل باہر نکالنا مکروہ ہے کیونکہ حدیث میں ہے:

"جب مرد اپنی حاجت پوری کرلے تو وہ جلد بازی نہ کرے حتی کہ عورت
بھی اپنی حاجت پوری نہ کرلے"

النزع کا معنی یہ ہے کہ انسان جماع سے فارغ ہو جائے تو بیوی کے فارغ
ہونے سے قبل ہی عورت کی شرمگاہ سے اپنا عضو تناسل باہر نکال لے، یعنی بیوی کے انزال
اور اس کی شہوت سے فارغ ہونے سے قبل ہی باہر نکال لے، کیونکہ شہوت پوری تو انزال کے
ساتھ ہوتی ہے.

چنانچہ مؤلف یہ کہہ رہے ہیں کہ: ایسا کرنا مکروہ ہے، لیکن اس قول
میں نظر ہے، صحیح یہ ہے کہ عورت کے انزال اور شہوت پوری کرنے سے قبل خاوند کا باہر
نکال لینا حرام ہے؛ کیونکہ ایسا کرنے سے تو بیوی کو لذت نہیں آئیگی اور وہ لذت سے
محروم رہتی ہے، اور وہ اس طرح اسے پوری طرح لطف اندوز ہونے سے محروم کر رہا ہے، اور

ہوسکتا ہے بیوی کو اس سے ضرر بھی حاصل ہو، کیونکہ انزال کا وقت بالکل تیار ہو جب وہ باہر نکال لے تو بیوی کا انزال ہو ہی نہ.

انہوں نے جو حدیث ذکر کی ہے وہ بھی ضعیف ہے، لیکن من حیث النظر صحیح ہے، جس طرح آپ انزال کرنے سے قبل باہر نکالنا پسند نہیں کرتے اسی طرح بیوی بھی چاہتی ہے کہ آپ جلد بازی سے کام مت لیں"

دیکھیں: الشرح الممتع علی زاد المستقنع (
417/12
).

ہشتم:

عورت کا یہ کہنا کہ:

"لیکن عورت اور اس کے حقوق کے متعلق کیا ہے؟ اسے کہا جاتا ہے کہ تم اپنے حقوق حاصل کرنے کے لیے عدالت سے رجوع کرو، ہم ایک ایسے مردانہ معاشرے میں رہ رہے ہیں جو مرد کا ساتھ دیتا ہے چاہے مرد غلط ہوں اور ظلم بھی کریں، لیکن اس کے مقابلہ میں عورت سے صبر و تحمل کا مطالبہ کیا جاتا ہے، اور کہا جاتا ہے ازدواجی زندگی کو مستقل چلانے کے لیے تم اپنے کچھ حقوق سے دستبردار ہو جاؤ تا کہ خاوند بھی راضی ہو جائے.

کیونکہ طلاق کے بعد جو حالات اس کے انتظار میں ہیں وہ تو موجودہ صورت حال سے بھی سخت اور مشکل ہیں کیونکہ معاشرہ مطلقہ عورت کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتا اور بچوں کی تربیت و پرورش کا بھی مسئلہ رہے گا، اور دوسری شادی کے لیے بھی مشکلات ہونگی، بعض معاشروں میں تو عورت بہت ہی شدید سختیوں کا شکار رہتی ہے"

شرعی عدالت مرد کا مرد ہونے کی بنا پر ساتھ نہیں دیتی، اور اسی طرح خانگی مسائل میں فیصلے کرنے والے جج اور قاضی حضرات بھی مرد کا ساتھ نہیں دیتے، اور اگر کوئی کسی غلط اور ظالم شخص کا ساتھ دے اور اس کی مدد کرے اور اس کی تائید کرتا ہے تو وہ بھی اس کی غلطی اور ظلم میں شریک ہوگا چاہے وہ مرد ہو یا عورت.

عادتا عورت کے خاندان والے مثلا اس کا والد اور چچا اور بھائی وغیرہ عورت کو مدد و نصرت کی ضرورت کے وقت ویسے ہی نہیں چھوڑتے، وہ اسے حقوق دلانے اور

معاملات کو سلجھانے میں عورت کی مدد کرتے ہیں.

اور اگر عورت کا ساتھ دینے کے لیے عورت کے خاندان میں کوئی نہ ہو،
اور معاشرے میں عورت پر ظلم کیا جا رہا ہو یا پھر ظالم کی مدد کرے تو اس صورت میں
عورت کو شرعی عدالت میں جانے کا حق حاصل ہے؛ تا کہ شرعی عدالت اسے اس کے حقوق
دلائے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر اوقات تو عورت ہی اپنے خاندان والوں کی تذلیل
اور رسوائی کا باعث بنتی ہے!

جب خاندان والے عورت کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں اور اس کی مدد و نصرت
کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اور اس صورت حال کو دیکھ کر خاوند بیوی کے ساتھ میٹھی باتیں
کر کے بیوی کو منا لیتا ہے اور بیوی اس کی باتوں میں آ کر چپکے سے خاندان والوں کو
بتائے بغیر ہی خاوند سے جا ملتی ہے!

باوجود اس کے کہ عقلمند باپ اکثر اس سے ناراض نہیں ہوتے، کیونکہ
انہیں علم ہے کہ بیوی اپنے خاوند اور گھر اور اولاد سے بہت تعلق رکھتی اور محبت
کرتی ہے، لیکن انہیں تعجب تو اس وقت ہوتا ہے جب وہ ان سے مدد مانگتی ہے، اور اپنے
خاوند کے ساتھ ازدواجی زندگی میں شکایات کا سیلاب لاتی ہے، اور طلاق لینے پر اصرار
کرتی ہے، اور پھر تھوڑے ہی وقت میں یہ سب کچھ ختم ہو جاتا ہے تا کہ وہ اپنے خاوند
سے جا کر مل جائے.

اکثر اوقات تو خاوند کی طبیعت میں کوئی بھی تبدیلی نہیں آتی، حقیقت
تو یہ ہے کہ ہم عورت میں وہ صبر و تحمل اور برداشت دیکھتے ہیں جو خاوندوں میں نہیں
پایا جاتا، لگتا ہے اسی بنا پر علماء کرام عورت کو صبر و تحمل اور برداشت کی نصیحت
کرتے ہیں، یہی نہیں بلکہ وہ اسے دعا کی نصیحت بھی کرتے ہیں، اور اس کے ساتھ ساتھ
خاوند کی ہدایت کے لیے مختلف قسم کے اسباب اور ذرائع بھی مہیا کرنے کا کہتے ہیں، کہ
وہ اس کی ہدایت کے لیے خاوند کی مدد و نصرت کرے.

اس کے ساتھ ساتھ عورت کو نصیحت کی جاتی ہے کہ وہ اپنے خاوند کی
نفسیاتی حالت کا بھی خیال کرے، اور کام کاج اور زندگی کے دباؤ کو بھی مد نظر رکھے جس
کی بنا پر اکثر لوگ اپنے اعصاب پر قابو نہیں پا سکتے، اور صحیح راہ سے ہٹ جاتے ہیں،
جی ہاں یہ چیز ان کے لیے عذر تو نہیں لیکن یہ فی الواقع ایسے ہی ہے.

نہم :

ہم اس عورت کے لیٹر کا جواب خاوند اور بیوی کے لیے اس یاددہانی کے ساتھ ختم کرتے ہیں کہ دونوں ہی اللہ سبحانہ وتعالی کا تقوی اور ڈر اختیار کریں اور تقوی کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کریں، اور دونوں علم میں رکھیں کہ اللہ سبحانہ و تعالی نے ہر ایک کو اپنے شریک حیات کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا حکم دیا ہے.

اور جس عورت نے یہ سوالات اور اعتراضات لکھے ہیں اسے علم ہونا چاہیے کہ یہ چیز ان بہت سارے امور میں شامل ہوتی ہے جس میں شریعت مطہرہ نے خاوند اور بیوی کے مابین احکام برابر رکھے ہیں، اس کی دلیل درج ذیل فرمان باری تعالی ہے :

}.
اور ان عورتوں کو بھی ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے ان عورتوں پر (خاوند کے) حقوق ہیں، اچھے طریقہ سے، اور مردوں کو ان عورتوں پر فضیلت حاصل ہے، اور اللہ عزوجل غالب وحکمت والا ہے
{.البقرۃ
(
228
.)

امام طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"ان عورتوں کو بھی اپنے خاوند پر حسن معاشرت کا حق حاصل ہے، کہ خاوند بھی ان کے ساتھ حسن صحبت اور حسن معاشرت کریں، بالکل اسی طرح جس طرح عورتوں پر ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی اللہ کے واجب کردہ امور میں اطاعت کریں.

دیکھیں : تفسیر الطبری (
531/4
.)

اور حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"یعنی ان عورتوں کے بھی مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جس طرح ان مردوں کے عورتوں پر حقوق ہیں، چنانچہ ہر ایک دوسرے کے واجب حقوق کی ادائیگی کرے، جیسا کہ

صحیح مسلم میں جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے ثابت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا تھا :

"عورتوں کے بارہ میں اللہ کا تقوی اختیار کرو، کیونکہ تم نے انہیں
اللہ کی امانت کے ساتھ حاصل کیا ہے، اور ان شرمگاہوں کو اللہ کے کلمہ کے ساتھ حلال
کیا ہے، تمہارا ان پر یہ حق ہے کہ جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ تمہارے بستر پر مت
بیٹھے، اگر تو وہ ایسا کریں تو تم انہیں ہلکی پھلکی مار کی سزا دو، اور انہیں ان کا
نان و نفقہ اور لباس اچھے طریقہ سے دیا جائیگا"

اور بہز بن حکیم کی روایت میں ہے جو معاویہ بن حیدۃ القشیری سے وہ
اپنے باپ اور دادا سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے عرض کیا : اے اللہ تعالی کے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہماری بیویوں کا ہم پر کیا حق ہے ؟

رسول کریم صلی اللہ علی وسلم نے فرمایا :

"جب تم کھاؤ تو بیوی کو بھی کھلاؤ، اور جب تم لباس پہنو تو بیوی کو
بھی پہناؤ، اور اس کے چہرے پر مت مارو، اور اسے بدصورت و بدشکل مت کہو، اور گھر کے
علاوہ اس سے کہیں بھی بائیکاٹ مت کرو"

وکیع بشیر بن سلیمان سے وہ عکرمہ سے وہ ابن عباس رضی اللہ تعالی
عنہما سے بیان کرتے ہیں انہوں نے فرمایا :

"میں پسند کرتا ہوں کہ اپنی بیوی کے زیب و زینت اور بناؤ سنگھار
کروں بالکل اسی طرح جس طرح مجھے پسند ہے کہ بیوی میرے لیے بناؤ سنگھار کرے؛ کیونکہ
اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

اور ان عورتوں کو بھی (خاوندوں پر) ویسے ہی حقوق حاصل ہیں جیسے ان
پر (خاوندوں کے) حقوق ہیں، اچھے طریقہ کے ساتھ"

دیکھیں : تفسیر ابن کثیر (
610–609/1
).

ہم خاوند اور بیوی کو یہی نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اختلافات کو
اہل علم اور حل وعقد والے علماء کرام کے ہاں پیش کریں، اور عدالتوں میں شکایات
کرنے کی جلدی نہ کریں اور انہیں علم ہونا چاہیے کہ وہ دونوں ہی اپنی اولاد کی تعلیم
وتربیت اور پرورش کے ذمہ دار ہیں، اس لیے دونوں کو تفرق اور کوئی غلط کام کرنے سے
اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ شادی کے پروگرام کو ناکامی سے بچایا جاسکے.

اور انہیں اس میں اختلافات سے اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ معاشرے میں
ایسی اولاد نکلے جو اختلافات اور طلاق یافتہ گھر سے نکلی ہو، اور برائی کا شکار ہو
جائیں.

امید ہے ہماری کلام لکھنے والی اس عورت کے خاوند تک بھی پہنچے گی،
اور وہ اللہ کا تقوی اور ڈر اختیار کرتے ہوئے اپنی اصلاح کرتے ہوئے جو خرابی کی ہے
اس کی اصلاح کریگا، اور بیوی سے دور نہیں رہے گا.

اسی طرح ہم عورت کو بھی وصیت کرتے ہیں کہ وہ بھی اللہ کا تقوی
اختیار کرے، اور اس سے جو الفاظ اور افعال صادر ہوئے ہیں اس سے توبہ واستغفار کرے
کیونکہ ان کا کرنا اور ادائیگی جائز نہیں.

اللہ سبحانہ وتعالی سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے گھروں کی اصلاح
اور حفاظت فرمائے، اور ماؤں اور باپوں کو ایسے کام کرنے کی توفیق دے جس میں انکی
اصلاح پائی جائے اور ان کی اولاد کی بھی اصلاح ہو.

واللہ اعلم.